

سیلاب زدگان اور ہماری ذمہ داریاں

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری

پاکستانی قوم تاریخ کی شدید ترین آزمائش میں مبتلا ہے۔ بحیثیت مجموعی ہمیں اس قدر امتحانات اور مشکلات سے کبھی دوچار نہیں ہونا پڑا۔ سیلاب کی وجہ سے زلزلے سے بھی زیادہ تباہی اور نقصانات کا سامنا کرنا پڑا اور غدشہ ہے کہ آنے والے دنوں میں نقصانات میں مزید اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ اس حادثے کے دوران ایک طرف تو جانی نقصان ہوا جس کی حلانی کی کوئی صورت ممکن نہیں جبکہ مالی نقصان کا ازالہ بھی شاید برسوں نہ ہو پائے، جن لوگوں کے گھروں کا تمام اثاثہ سیلاب کی نذر ہو گیا، جن کے مال مویشی بہہ گئے، زمینیں ویران ہو گئیں، گھر کھنڈرات میں بدل گئے، ان کے درود کرب کا کون انعام کر سکتا ہے؟

سیلاب سے متاثرہ علاقوں کے احوال پڑھ کر، متاثرین سیلاب کی دلدوز داستانیں اور آپ بیتیاں سن کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ جتنے بے گھر لوگوں نے کب سوچا تھا کہ پانی کا ریلہ ان کا سب کچھ یوں بہالے جائے گا لیکن انسان اللہ کے امر کے سامنے بالکل عاجز اور بے بس ہے۔

اس قومی حادثے کے بعد اگرچہ الحمد للہ پوری قوم میں بیداری کی ایک لہر دیکھنے میں آ رہی ہے اور ملک بھر میں ہمدردی اور ایثار کے حیرت انگیز مظاہر دیکھنے کو ملتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ زلزلے کے بعد جس طرح کا جوش و خروش تھا بحیثیت مجموعی ویسا جوش و خروش نظر نہیں آ رہا۔ اس لیے ہمیں ان دنوں میں ایثار و ہمدردی کے حوالے سے اسلامی تعلیمات اور اسلاف کی شاندار روایات کی یاد دہانی کی ضرورت ہے۔

حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت اپنے بندے سے دریافت فرمائیں گے ”میں بھوکا تھا میں نے تم سے کھانا مانگا مگر تم نے مجھے کھانا نہ دیا..... میں پیاسا تھا میں نے تم سے پانی مانگا مگر تم نے مجھے پانی نہ دیا..... میں بیمار ہوا اور تم میری عیادت کو نہ آئے“ بندہ عرض کرے گا ”اے ہای تعالیٰ! آپ تو بھوک، پیاس اور دکھ بیماری سے پاک ہیں، آپ کیسے بھوکے، پیاسے تھے اور آپ کب بیمار ہوئے؟“ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ”میرا قلال بندہ بھوکا تھا، پیاسا تھا، بیمار تھا لیکن تم نے اسے کھانا نہیں کھلایا، پانی نہیں پلایا، عیادت نہیں کی تو گویا تم نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، پانی نہیں پلایا اور میری عیادت نہیں کی“

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کو جسہ واحد سے تفہیم دی ہے کہ اگر آدمی کے جسم کا ایک حصہ درد کر رہا ہو تو پورا بدن بے چین ہو جاتا ہے، اسی طرح جب کوئی ایک مسلمان مشکل میں ہو تو پوری امت اسلامیہ کو بے تاب ہو جانا چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ایک دہوار کے ساتھ تفہیم دی جس کی اینٹیں ایک دوسری کے لیے تقویت کا باعث بنتی ہیں اسی طرح مسلمانوں کو بھی مشکل کی گھڑی میں ایک دوسرے کا سہارا اور دست و بازو دینا چاہیے۔

حضرات صحابہ کرام کی زندگیاں ہمارے سامنے ہیں کہ انصار صحابہ کرام نے ایثار کی کیسی کیسی مثالیں قائم کیں؟ بکرے کی ایک سری سات گھروں میں چکر لگا کر واپس پہلے گھر میں لوٹ آتی تھی، وہ اپنے مہمان کے لیے چراغ گل کر دیتے، انہیں کھانا کھلاتے، اپنے بچوں کو بھوکا سلاتے اور خود بھی صبر شکر سے کام لیتے تھے۔ اس دور کے خلفاء کا احساس ذمہ داری یہ تھا کہ وہ فرات کے کنارے

بھوک سے مرنے والے کئے کی بھی فکر کیا کرتے تھے، اپنی پیٹھ پر بوجھ لاد کر بھوکے پیاسے لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ آج انہی اسلامی تعلیمات و ہدایات پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے اور ہمارے حکمرانوں کو بھی وہی اسلاف کی مثالیں زندہ کرنے کی کوشش کرنی ہوگی ورنہ یہ حادثہ المیہ بن جائے گا اور المیہ بحران کی شکل اختیار کر جائے گا۔

اس بحران سے بچنے کے لیے جہاں ہر پاکستانی اور ہر مسلمان پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں وہیں علمائے کرام اور ارباب مدارس اور بالخصوص حکمرانوں پر سب سے زیادہ بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

☆ سب سے پہلی اور بڑی ذمہ داری تو حکمرانوں کی ہے کہ وہ اس موقع پر محض زبانی دعووں، کھوکھلے نعروں اور سیاسی بیانات کی بجائے عملی اقدامات پر توجہ دیں۔ سیلاب کے بعد پیش آنے والی صورتحال کا حسن تدبیر، مستعدی اور دیانت کے ساتھ مذاکرہ کریں۔

☆ بد قسمتی سے بعض حکومتی اہلکار اس صورتحال کو پوائنٹ سکورنگ اور اپنی سیاسی تکلف اور چٹقلش کو ہوا دینے کے لیے استعمال کر رہے ہیں حالانکہ یہ وقت ایسا نہیں جب اس قسم کی افسوسناک سوچ اور قابل مذمت طرز عمل کا مظاہرہ کیا جائے۔

☆ حکومتی اداروں کے بارے میں بڑی تیزی سے رائے عامہ یہ بنتی جا رہی ہے کہ پاکستانی قوم پر آنے والے حوادث اور مشکلات کے بعد بیرونی امداد سیٹھی جاتی ہے لیکن وہ اصل مستحقین تک نہیں پہنچ پاتی۔ حکمران اس سوچ کی لٹی کے لیے دیانت سے کام لیں اور ہر قسم کی امداد کو درست مصارف پر صرف کرنے کا انتظام کریں۔

☆ اگر کالا باغ ڈیم اور دیگر ڈیم بنالیے گئے ہوتے تو آج اتنا نقصان نہ ہوتا لیکن ہمارے ہاں بد قسمتی سے قومی اور اجتماعی مفادات اور انتظامی معاملات کو محض لسانیت اور سیاست کی بنا پر پس پشت ڈال دیا جاتا ہے۔ جو نہایت افسوسناک ہے۔ اس لیے اب بھی منصوبہ بندی، نئے ڈیموں کی تعمیر اور حسن تدبیر کا اہتمام کیا جائے۔

☆ حکمران اور عوام الناس سادگی اور کفایت شعاری سے کام لیں اور فضول خرچی، وی آئی پی کلچر اور بیرونی دوروں سے کم از کم مشکل کی اس گھڑی میں اجتناب کیا جائے۔

☆ اس حادثے کے بعد عوام الناس کو چاہیے کہ وہ رجوع الی اللہ کا اہتمام کریں اور اجتماعی توبہ کی فضائیں بنائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تمام مسلمان اور محبت وطن پاکستانی اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی خوب بڑھ چڑھ کر مدد اور خدمت کریں۔

☆ علمائے کرام، ارباب مدارس، مدارس و دیگر کے طلباء اور مذہبی رجحان رکھنے والے احباب الحمد للہ پہلے ہی اس سلسلے میں بہت فعال اور سرگرم عمل ہیں۔ دینی مدارس نے ابھی تک کروڑوں روپے کا امدادی سامان تقسیم کیا، بہت سے مدارس کے طلباء رضا کارانہ طور پر اپنی سالانہ تعطیلات رفاہی و فلاحی کاموں میں صرف کر رہے ہیں لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ اسے مزید منظم کیا جائے، اس ہم کو ایک تحریک کی شکل دی جائے، ہر مسجد لوگوں کے لیے پناہ گاہ بن جائے، ہر مدرسہ لوگوں کی ضروریات اور مسائل کے خاتمے کی جدوجہد کا مرکز بن جائے، ہر عالم دین اور ہر طالب علم خود کو اللہ کی مخلوق کی خدمت کے لیے وقف کر دے کیونکہ یہ تاریخ کا نادر ترین مرحلہ ہے۔

☆ اس وقت لوگوں کے ایمان بھی بچانے ضروری ہیں اور ان کی جانیں بھی بچانی ضروری ہیں، انہیں قتل دینے کی بھی حاجت ہے اور وہ تعزیت کے بھی مستحق ہیں، ان کے زخموں پر مرہم رکھنا بھی لازم ہے اور ان کے درد کا مداوا بھی ضروری ہے۔ مجھے امید ہے کہ علمائے کرام، ارباب مدارس، طلباء کرام اور تمام اہل ایمان اپنی سابقہ شاعرانہ اور درخشندہ روایات کو ضرور زندہ رکھیں گے اور اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد اور خدمت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھیں گے۔